سب سے اہم ذمہ داری موجودہ حکومت اور اس کی انتظامیہ کی ہے کیونکہ یہ قتل اسلام آباد میں ہوا ہے۔ پھر مولانا ممبر آف پارلیمنٹ تھے اور حکومت کے حلیف بھی اور اس کے باوجود حکومت مولانا مرحوم کو تحفظ نہ دے سکی اور کئی دن گزرنے کے باوجود نا ہی قاتلوں کے بارے میں کوئی سراغ لگا سکی جو حکومتی اداروں کی کھلی نااہلی کا ثبوت ہے۔ اصولی طور پر تو وزیر داخلہ کو بھی مستعفی ہو جانا چاہیے تھا کہ وہ دارالحکومت کے حدود کو بھی محفوظ نہ رکھ سکے۔ تو ان سے کیا باقی ملک کے حدود کی حفاظت کی توقع کی جاسکتی ہے؟

مولانا مرحوم اگرچہ سپاہ صحابہ کے نمائندہ اور مقتدر رہنما تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے تمام دینی اور ملی امور پر ہر وقت مجاہدانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کی ساری زندگی انتھک جدوجہد، ظلم و جبر کے مقابلے، قید و بند کی سختیاں برداشت کرتے اور پے در پے کئی قاتلانہ حملوں کا سامنا کرنے میں گزری۔

آپ تین مرتبہ قومی اسمبلی اور ایک مرتبہ صوبائی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور ہر بار آپ نے پارلیمنٹ میں اسلام اور اپنے نظریہ کے تحفظ کے لئے بھرپور آواز اٹھائی۔ اس بار بھی آپ نے قومی اسمبلی میں برادرم مولانا حامد الحق حقانی کے ہمراہ سینٹ آف پاکستان سے منظور شدہ شریعت بل دوبارہ پیش کیا۔ اور اس کی منظوری کے لئے ان دنوں آپ کافی بے چین تھے اور اس کے منظوری کی تگ و دو میں مصروف تھے۔ بہر حال آپ کی کوششیں انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیں گی اور قومی اسمبلی میں شریعت بل کے منظوری کے لئے جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔

مولانا مرحوم کئی صفات سے متصف شخصیت تھے۔ آپ طبعاً منکسر المزاج تھے۔ تقریر کا ملکہ بھی اللہ نے آپ کو خوب خوب عطا کیا تھا۔ اس کے علاوہ تحریر پر بھی آپ قدرت رکھتے تھے اور دوران اسیری آپ نے تین چار اہم کتابیں بھی تصنیف کیں۔ دوسرے دن آپ کا جنازہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پڑھا گیا جس میں ہزاروں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ اسی دن قومی اسمبلی میں برادرم مولانا حامد الحق حقانی نے پارلیمنٹ میں ایک متفقہ قرارداد اسمبلی میں پیش کی اور اسمبلی نے بھرپور انداز میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کے قتل کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین۔

بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خانؒ کی جدائی

ع اک شمع تھی دلیل سحر سو خموش ہے

گزشتہ ماہ بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان بھی مختصر علالت کے بعد اسلام آباد کے مقامی ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ اور یوں پاکستان میں جمہوریت کے لئے جاری جدوجہد بھی یتیم ہوگئی۔ آپ کی وفات کے موقع پر